Allama Iqbal Open University AIOU B.A Associate degree Solved Assignment NO 1 Autumn 2025 Code 417 Pakistan Studies

سوال نمبر *1:* محمد بن قاسم سندھ میں کس طرح داخل ہوا اور اس نے اسلام کے لیے کیا خدمات سر انجام دیں؟

محمد بن قاسم کی سندھ میں آمد برصغیر کی تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جس نے نہ صرف اس خطے کے سیاسی نقشے کو بدلا بلکہ یہاں کے معاشرتی اور مذہبی حالات پر بھی دیرپا اثرات مرتب کیے۔ ان کی فتوحات کے ذریعے برصغیر میں اسلام کا عملی آغاز ہوا، اور سندھ کو "باب الاسلام" یعنی اسلام کا دروازہ کہا جانے لگا۔ اس سوال کے جواب کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے ہمیں تین بڑے پہلوؤں کا جائزہ لینا ہوگا: پہلا، سندھ میں داخلے کا پس منظر؛ دوسرا، ان کی فتوحات اور حکمت عملی؛ اور تیسرا، ان کی اسلام کے لیے خدمات۔

سندھ میں داخلے کا پس منظر

اسلامی دور حکومت کے ابتدائی سالوں میں عرب تاجروں کے تجارتی قافلے اور بحری جہاز سندھ اور جنوبی ایشیا کے ساحلی علاقوں سے آتے جاتے تھے۔ یہ تجارتی تعلقات اسلام کے ابتدائی پیغام کو پھیلانے کا ذریعہ بھی بنتے تھے۔ لیکن سندھ میں مسلمانوں کی باقاعدہ فوجی مہم کی وجہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ سری لنکا کے بادشاہ نے مسلمان خلیفہ کو تحائف اور کچھ مسلمان

www.studyvillas.com

خواتین ایک جہاز کے ذریعے بھیجیں۔ راستے میں اس جہاز کو سندھ کے ساحل کے قریب لٹیرے قزاقوں نے لوٹ لیا اور عورتوں کو قید کر لیا۔

ان قیدی عورتوں نے خلیفہ ولید بن عبدالملک اور گورنر عراق حجاج بن یوسف کو مدد کے لیے پکارا۔ حجاج بن یوسف نے پہلے چند چھوٹی فوجی مہمات بھیجیں مگر وہ کامیاب نہ ہو سکیں۔ بالآخر اس نے اپنے نوجوان بھتیجے محمد بن قاسم کو یہ مہم سونپی۔ محمد بن قاسم صرف *17* سال کے تھے لیکن وہ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ انہوں نے نہ صرف فوجی حکمت عملی میں مہارت دکھائی بلکہ ایک عادل اور بہترین منتظم کی حیثیت سے بھی اپنی قابلیت منوائی۔

سندھ میں داخلہ اور فتوحات

محمد بن قاسم مکران کے راستے سندھ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے پہلے دیبل کا رخ کیا جو ایک مضبوط قلعہ اور اہم تجارتی بندرگاہ تھی۔ انہوں نے منجنیقوں کا استعمال کیا جو اس دور کی جدید ترین جنگی ٹیکنالوجی تھی۔ مسلسل محاصرے اور زبردست جنگ کے بعد دیبل فتح ہوا۔ اس کے بعد نیرون کوٹ (موجودہ حیدرآباد) اور سیوستان (سہون) پر قبضہ کیا گیا۔

سب سے بڑی جنگ راجہ داہر کے خلاف لڑی گئی جو سندھ کا مقامی حکمران تھا۔ یہ جنگ *712* عیسوی میں ہوئی۔ محمد بن قاسم کی فوج نے حکمت عملی اور نظم و ضبط کے ساتھ لڑائی کی۔ بالآخر راجہ داہر مارا گیا اور اس کے بعد سندھ کے بڑے حصے میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی۔

محمد بن قاسم کی اسلام کے لیے خدمات

***1*. اسلامی حکومت کا قیام**

www.studyvillas.com

محمد بن قاسم نے سندھ میں اسلامی حکومت قائم کی۔ یہ حکومت انصاف، رواداری اور امن پر مبنی تھی۔ انہوں نے عوام کو یقین دلایا کہ ان کے جان و مال اور عزت محفوظ ہیں۔ مفتوحہ علاقوں کے لوگ اگر چاہیں تو اسلام قبول کریں ورنہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں۔ اس حکمت عملی نے عوام کے دل جیت لیے۔

2. مذہبی آزادی

محمد بن قاسم نے ہندوؤں، بدھ مت کے پیروکاروں اور دیگر مذاہب کو اپنے عقائد پر عمل کرنے کی مکمل اجازت دی۔ ان پر صرف جزیہ مقرر کیا گیا، جو اسلامی ریاست میں غیر مسلم رعایا کے لیے معمول کا ٹیکس تھا۔ اس کے بدلے انہیں جان و مال کے تحفظ اور آزادی فراہم کی گئی۔

3. عدل و انصاف کا نظام

انہوں نے عدالتوں کا نظام قائم کیا جہاں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم بھی انصاف کے لیے رجوع کر سکتے تھے۔ ان کی عدل پسندی کی وجہ سے لوگ ان پر اعتماد کرنے لگے۔ کئی لوگ ان کے اخلاق اور انصاف سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے لگے۔

4. اسلام کی تبلیغ اور فروغ

محمد بن قاسم کی فتوحات کے بعد سندھ میں اسلام کے مبلغین، علما اور صوفیا نے تبلیغ کا کام شروع کیا۔ بہت سے لوگ اسلام کی سادہ اور پرامن تعلیمات کی وجہ سے خود بخود مسلمان ہوئے۔ سندھ میں مساجد اور مدارس قائم ہوئے اور اسلامی تہذیب نے ترقی کی۔

5. خواتین اور مظلوموں کی آزادی

محمد بن قاسم نے ان خواتین کو آزاد کرایا جنہیں قزاقوں نے قید کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے مقامی مظلوم طبقات کو راجہ داہر کے ظلم سے نجات دلائی۔ اس وجہ سے غریب اور پسماندہ طبقات نے ان کا خیرمقدم کیا۔

www.studywillas.com

6. معیشت اور تجارت میں بہتری

اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد سندھ اسلامی دنیا کے تجارتی نیٹ ورک سے جڑ گیا۔ عرب تاجر یہاں باقاعدگی سے آنے لگے۔ اس سے مقامی معیشت کو فروغ ملا اور سندھ ترقی کی راہوں پر گامزن ہوا۔

7. سندھ کو "باب الاسلام" بنانا

محمد بن قاسم کی فتوحات کی وجہ سے سندھ کو "باب الاسلام" کہا جانے لگا۔ یہ برصغیر میں اسلام کے داخلے کا پہلا دروازہ تھا۔ ان کے بعد آنے والے صدیوں میں یہاں اسلام کی جڑیں مزید مضبوط ہوتی گئیں اور صوفیا نے اس پیغام کو عام کیا۔

محمد بن قاسم کی حکمت عملی اور کردار

محمد بن قاسم صرف ایک جنگجو نہیں تھے بلکہ ایک مدبر حکمران بھی تھے۔ انہوں نے جہاں سختی کی ضرورت پڑی وہاں سختی کی لیکن عام طور پر نرمی اور رواداری سے کام لیا۔ وہ عوام کے دل جیتنے پر یقین رکھتے تھے۔ ان کی شخصیت نوجوانوں کے لیے ایک نمونہ تھی کہ کس طرح ایمان، حوصلے اور عدل کے ذریعے بڑے بڑے مقاصد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

نتیجہ

محمد بن قاسم کی سندھ آمد برصغیر کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے ظلم کے نظام کو ختم کیا، انصاف قائم کیا، مذہبی آزادی دی، اسلام کی تبلیغ کے دروازے کھولے اور سندھ کو اسلامی دنیا سے جوڑا۔ ان کی خدمات کی بدولت سندھ کو ہمیشہ کے لیے "باب الاسلام" کہا جانے لگا۔ محمد بن قاسم ایک عظیم مجاہد، فاتح اور عادل حکمران تھے جنہوں نے اپنے عمل

www.studyvillas.com

سے یہ ثابت کیا کہ اسلام کا مقصد محض زمینوں کو فتح کرنا نہیں بلکہ انسانوں کے دل جیتنا ہے۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر 2

صوفی کون ہے اور صوفیائے کرام کی تبلیغ اسلام میں خدمات — مفصل جائزہ

تعریفِ صوفی (لغوی و اصطلاحی)

لغوی معنی: صوفی لفظ عربیِ صوف سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ”اون یا سادہ کپڑے پہننے والا“ — ابتدائی صوفی وہ لوگ سمجھے گئے جنہوں نے دنیاوی زینت و شان سے کنارہ کشی اختیار کی اور زہد و ریاضت کو اپنایا۔

اصطلاحی معنی: اصطلاح میں صوفی (یا صوفیائے کرام) وہ باطنی روحانی عارف ہوتے ہیں جو اللہ کے قرب کو حاصل کرنے کے لیے تصوف *(sufism)* کے طریقِ عمل یعنی سلوک، مراقبہ، ذکر، ریاضت اور اخلاقی تزکیہ اختیار کرتے ہیں۔ صوفی کا مقصد شریعت کی روح کو جاننا، قلبی پاکی اور عشقِ الٰہی ہے۔

صوفی ازم کے بنیادی عناصر

- **شریعت، طریقت، حقیقت کا توازن:** تصوف میں شریعت (بیرونی شرعی فرائض)، طریقت (روحانی طریقے و مشقیں) اور حقیقت (باصورتِ الٰہی معرفت) کو یکجا کیا جاتا ہے۔

- **ذِکر و ورد و مراقبہ:** اللہ کا ذکر، دم، پابندیِ اذکار اور مراقبہ (مراقبۃ القلوب) بنیادی مشقیں ہیں۔

- **ریاضت و فقر:** نفس کی مجاہدہ، زہد، اور دل کی سادگی۔

www.studyvillas.com

- **شیخ و مرشد کا کردار:** پیر/شیخ کی رہنمائی اور خلافت کا نظام، جانشینی اور تربیتی سلسلے *(silsila)* صوفی طریقتوں کی شناخت ہے۔

صوفی سلسلے (طرائق) اور ان کی اقسام — مختصر شناخت

- **قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، شاذلیہ** وغیرہ نمایاں سلسلے ہیں۔
- ہر طریقت کی خاص مشقیں، لسانی اور خطّی روایات، اور خطے کے مطابق تبلیغی طریقے ہوتے ہیں۔
- جنوبی ایشیا میں خصوصاً **چشتیہ، سوہاوَردیہ، نقشبندیہ، قادریہ** کا بڑا اثر رہا ہے۔

صوفیائے کرام کی تبلیغی خدمات — عملی شعبے اور اثرات

1) روحانی کشش اور ذاتی نمونہ

صوفی اپنے اخلاق، تقویٰ، حلم اور برادری سے لوگوں کی توجہ حاصل کرتے تھے۔ ان کی عاجزی، خلوص اور قربِ الٰہی کی محبت نے لوگوں کے دل جیتے۔ جب کوئی سماجی طور پر قابلِ احترام شخصیت عدل، خدمت اور صداقت کی مثال بنے تو اس کا مذہبی پیغام زیادہ قبولیت پاتا ہے۔ یہی صوفیوں کا پہلا بڑا ذریعہِ تبلیغ تھا — **عمل سے دعوت**۔

2) خانقاہیں/درگاہیں بطور مراکزِ تبلیغ

خانقاہ یعنی صوفی خانہ یا ڈیرہ صرف عبادت کی جگہ نہ تھی بلکہ یہ تعلیم، فکری مباحثہ، کھانا (لنگر)، پناہ گاہ اور مقامی سماجی ضروریات کا مرکز ہوا۔

www.studyvillas.com

لوگ خانقاہ میں آتے، مذہبی و دنیاوی رہنمائی پاتے اور اسلام کی زبان و سلوک یہاں سے عام لوگوں تک پہنچتی۔

- **سروس ماڈل:** مفت خوراک، علاج معالجہ، تعلیمِ دینی و دنیاوی — اس سے مقامی لوگوں کے ساتھ باہمی ربط مضبوط ہوا اور اسلام نے وہاں جڑ پکڑی۔

3) زبان و ثقافت کے مطابق تشہیر

صوفی عام طور پر فارسی، عربی کے ساتھ ساتھ مقامی بولیاں (رِجِع اردو، سندھی، پنجابی، پشتو، بلوچی وغیرہ) استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے مذہبی تصورات کو عوامی ادبی صنف — **قصّے، حکایات، اور شاعری** — کے ذریعے آسان بنایا۔

- مثال: **حافظِ رومی، بُلھے شاہ، بابا فرید، شاہ حسین** وغیرہ کی شاعری نے محبتِ الٰہی اور اخلاقی تعلیمات کو عوامی زبان میں پہنچایا۔

- مقامی رسومات اور علامتوں کو روایتی انداز میں اسلامی معنی سے ہم آہنگ کیا گیا (مثلاً میلے، عرس، لنگر) تاکہ تبدیلی نرمی سے ہو۔

4) سماجی خدمات — غریبوں کی حمایت و لنگر

صوفی خانقاہوں میں لنگر (مفت کھانا) ایک عام روایت تھی۔ اس نے غربت، بھوک اور سماجی امتیاز کے خلاف عملی پیغام دیا۔ یوں اسلام کا پیغام محض اعتقادی نہیں، بلکہ عملی فلاح پر مبنی ظاہر ہوا — یہ عوامی قبولیت کی بنیادی وجہ بنی۔ اس کے علاوہ بیماری، رشتہ داریوں کے تنازعات میں صلح، اور یتیموں کی کفالت میں بھی خانقاہوں کا بڑا ہاتھ رہا۔

5) مفاهمتی اور بین الادیانی رویہ

بعض علاقوں میں صوفیائے کرام نے ہندو و بدھ متی ثقافتوں کے ساتھ مکالمت اور اشتراک کے ذریعے مذہبی مباحثے کو نرم طریقے سے انجام دیا۔ اس سے مقامی آبادی کے ساتھ اختلاف کم ہوئے اور اسلام کا پیغام زیادہ پراثر انداز میں پہنچا۔ (یہاں نوٹ کرنا ضروری ہے کہ یہ رویہ ہر جگہ یا ہر صوفی میں یکساں نہیں تھا، مگر کئی علاقوں میں موثر ثابت ہوا۔)

6) علمی و ادبی خدمات

صوفی صرف قلبی مشقوں تک محدود نہ رہے؛ انہوں نے کتب، شرحیں، مناجات، جامعات اور مزہروں کا قیام بھی کیا۔

- **اہم علمی شخصیات:** امام غزالی نے تصوف کو شریعہ کے اندر جگہ دی اور اس کی مقبولیت میں اضافہ کیا۔ ابن عربی، فارِدی، رومی جیسے مفکرین نے روحانی فلسفہ اور شاعری کے ذریعے عام ذہن کو متاثر کیا۔

- جنوبی ایشیا: ***Data Ganj Bakhsh* (حجّی علی ہجویری)** نے "کشف المحجوب" جیسی رسالہ نگاری کے ذریعے تصوف کی تشریح کی، جس نے تبلیغ میں مدد دی۔

7) مذہبی شعور کا پھیلاؤ — مدارس اور مسجد سے مکمل فرق

صوفی عام مدارس کی تعلیم کے ساتھ ساتھ **دل کی تربیت** پر زور دیتے تھے۔ انہوں نے عمومی مذہبی تعلیم کو قلبی اصلاح کے ساتھ ملایا — نماز، روزہ، اخلاقی سیرت اور ذکرِ الٰہی — یہ امت کی روزمرہ زندگی میں اسلام کو مربوط کرنے کا طریقہ تھا۔ بہت سی خانقاہیں حقیقتاً ادارۂ تعلیم کی حیثیت رکھتی تھیں۔

8) مذہبِ عوام میں ہم آہنگی — ضمّی قبولیت

www.studyvillas.com

صوفیائے کرام نے روایتی عوامی علامات (مثلاً میلہ، درخت، تبرک) کو خارجی طور پر اسلامی رنگ دے کر مقامی آبادی کو بدلنے کی کوشش کی؛ یہ طریقہ سخت ثقافتی اختلاف کو نرم کرتا تھا اور یوں اسلام نہ صرف الفاظ میں بلکہ روزمرہ رسوم میں جگہ بنانے لگا۔ نتیجتاً بڑے پیمانے پر دیہی علاقوں میں اسلام مقبول ہوا۔

9) سیاسی و سماجی استحکام اور ریشہ دوانی

کئی صوفی سیاسی مداخلت سے اجتناب کرتے تھے مگر بعض ادوار میں صوفی طبقہ نے استعماری یا حکومتی طاقتوں کے خلاف قومی تحریکوں میں کردار ادا کیا یا مقامی نظمِ معاشرت قائم رکھنے میں معاونت کی۔ اسی طرح خانقاہیں اکثر قانونِ عام سے مختلف تنازعات کو حل کرنے کی جگہیں بن گئیں — اس سے معاشرے میں تنازع کے کم ہونے اور امن کے قیام میں مدد ملی۔

جنوبی ایشیا میں مخصوص مثالیں (تاریخی حوالہ جات)

- **حجتُ الاسلام امام غزالی *(1058–1111)*:** شریعت و طریقت کے درمیان رابطہ قائم کیا، تصوف کو علمی و فقہی قبولیت دی۔

- **ابن عطا اللہ السقطی، جنید بغدادی** وغیرہ — ابتدائی صوفی مفکرین جنہوں نے اصول وضع کیے۔

- **حجّی علی ہجویری *(Data Ganj Bakhsh)* — لاہور:** *"*کشف المحجوب*"* — تصوف پر ابتدائی اور معروف کتاب، خانقاہ اور تبلیغ کا مرکز۔

- **خواجہ مُعین الدین چشتی *(Ajmer)*:** چشتی سلسلے کے ذریعہ جنوبی ایشیا میں محبت، خدمت اور لنگر کا کلچر عام ہوا۔

www.studyvillas.com

- **بُابافرید الدین گنج شکر *(Baba Farid):*** دیہی پنجاب میں عوامی زبان اور شاعری کے ذریعے اشاعۂ اسلام۔

- **شاہ عبداللطیف، بہاؤالدین زکریا، شاہ جمال، لال شہباز قلندر، شاہ جلّال** وغیرہ — مقامی سطح پر عظیم اثر رکھنے والے صوفیائے کرام جنہوں نے معاشرتی شمولیت اور اصلاح میں اہم کردار ادا کیا۔

صوفیوں کی تبلیغی حکمتِ عمل — مختصر خلاصہ

1. **عملی نمونہ *(عمل سے دعوت):*** اخلاق و عدل کے ذریعے دل جیتنا۔
2. **زبانِ عوام:** مقامی زبان و شاعری میں پیغام پہنچانا۔
3. **خانقاہیں بطور سماجی مراکز:** لنگر، علاج، پناہ، تعلیمی خدمات۔
4. **سماجی شمولیت:** تہذیبی عناصربھی شامل کر کے نرم تبدیلی۔
5. **ادبی اثاثہ:** مناجات، اشعار، قصص جو عام فہم رہے۔

تصوف پر تنقید اور مسائل — مختصر توازنِ خیال

- **نقائص و تنقید:** بعض لوگوں نے خانقاہی رسم و رواج، قبر پر توجہ، بعض مزاراتی رسومات اور سماعی (سماعات/سماع) کو شرعی غلطیوں کے ساتھ جوڑا اور اصلاح کا مطالبہ کیا (مثلاً بعض دیوبندی، سلفی تحریکیں)۔

www.studyvillas.com

- **صوفیوں کا جواب:** بڑے صوفی علما نے بدعات اور غیر شرعی اعمال کی نفی کی، اور سچے پیران عام طور پر شریعت کے پابند رہے۔ فرق واضح کرنے کی ضرورت ہے — تصوف کی روح اور مقامی غلط رسومات کو الگ پہچاننا چاہیے۔

- **تاریخی مطالعہ:** بہت سی اصلاحی تحریکوں نے بھی صوفیانہ روح (اخلاقی تزکیہ) کو سراہا مگر بعض آثاری رسوم کو غلط قرار دیا۔

صوفیوں کا مجموعی تاریخی کردار — خلاصۂ فوائد

- **اسلام کی مقبولیت:** دیہاتوں اور خطوں میں اسلام کا پائیدار نفوذ۔

- **اجتماعی خدمت:** غربت، بھوک، بیمار لوگوں کی مدد۔

- **ثقافتی ہم آہنگی:** مقامی رسم و رواج کا نرم اسلامی انضمام۔

- **ادبی و فکری ورثہ:** شاعری، مناجات، اور صوفی کتب جنہوں نے اسلامی روحانی ادب کو مالا مال کیا۔

- **سماجی امن:** درگاہیں اور خانقاہیں سماجی مفاہمت کے مراکز بنیں۔

نتیجہ

صوفیائے کرام نے تبلیغِ اسلام میں ایک نہایت مؤثر اور دیرپا کردار ادا کیا۔ ان کا طریقِ عمل — اخلاقی نمونہ، خانقاہی خدمات، زبان و ادب کا استعمال اور مقامی ثقافت کے مطابق نرم تشہیر — نے ایسی بنیاد رکھی جو محض نظریاتی

www.studyvillas.com

تبلیغ سے کہیں زیادہ پائیدار ثابت ہوئی۔ تصوف کا اصل مقصد انسان کے اندر اللہ کی محبت اور تقویٰ پیدا کرنا ہے، اور جب یہ مقصد شریعت کے دائرے میں رہ کر پورا کیا جاتا ہے تو اس کے ثمرات معاشرہ میں اصلاح، امن اور بھائی چارہ کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔ اسی لیے جنوبی ایشیا اور پاکستان جیسے خطوں میں صوفیائے کرام کی خدمات کو تاریخی طور پر بے حد اہم مانا جاتا ہے۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر 3: انگریزوں کو 1857ء کی جنگ آزادی میں کیوں کامیابی حاصل ہوئی؟ اس جنگ میں انگریزوں کی مدد کس نے کی اور کیوں کی؟

تمہید

1857ء کی جنگ آزادی برصغیر کی تاریخ کا ایک اہم اور فیصلہ کن موڑ ہے جسے بعض مورخین پہلی جنگ آزادی جبکہ انگریز تاریخ نگار "سپاہی بغاوت" کہتے ہیں۔ یہ جنگ اگرچہ مختلف وجوہات کی بنا پر اچانک اور غیر منظم طریقے سے شروع ہوئی لیکن اس نے پورے ہندوستان کو ہلا کر رکھ دیا۔ مسلمان اور ہندو سپاہی، علماء، عام عوام اور کچھ جاگیردار انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ غلامی کی زنجیریں توڑ کر آزادی حاصل کی جائے۔ تاہم انگریز اپنی فوجی طاقت، سفارت کاری اور منصوبہ بندی کی بدولت کامیاب ہوئے۔ ذیل میں ان کی کامیابی کے اسباب اور ان کو ملنے والی مدد کا تفصیل سے جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

انگریزوں کی کامیابی کے اسباب

1) تنظیم اور نظم و ضبط کی برتری

www.studyvillas.com

انگریز فوج نہایت منظم اور تربیت یافتہ تھی۔ ان کے پاس سخت ڈسپلن، جدید ٹریننگ اور کمانڈ سسٹم موجود تھا۔ برعکس اس کے مجاہدین زیادہ تر عام عوام اور مقامی سپاہیوں پر مشتمل تھے جنہیں ایک مربوط قیادت اور جنگی حکمت عملی میسر نہ تھی۔ ہر علاقے میں لڑائی الگ الگ لڑی گئی اور باہمی ربط نہ ہونے کی وجہ سے بغاوت کے اثرات کمزور ہوگئے۔

2) جدید اسلحہ اور آلاتِ جنگ

انگریزوں کے پاس توپیں، جدید رائفلیں، بارود، ریل گاڑیاں اور ٹیلی گراف کی سہولت موجود تھی۔ یہ تمام چیزیں بغاوت کو دبانے میں نہایت کارآمد ثابت ہوئیں۔ دوسری جانب ہندوستانی سپاہی تلواروں، پرانی بندوقوں اور مقامی ہتھیاروں پر انحصار کرتے رہے جو انگریزوں کے مقابلے میں ناکافی تھے۔

3) مالی وسائل اور یورپی امداد

ایسٹ انڈیا کمپنی ایک بڑی تجارتی و فوجی طاقت تھی جس کے پاس وسیع مالی ذخائر موجود تھے۔ انگریز حکومت کو یورپ سے بھی امداد اور اسلحہ ملتا رہا۔ بغاوت کرنے والوں کے پاس ایسے وسائل میسر نہ تھے۔ ان کی جنگ زیادہ تر عوامی چندوں اور مقامی امداد پر چل رہی تھی جو دیرپا نہ تھی۔

www.studyvillas.com

4) سیاسی اتحاد کی کمی

ہندوستان میں مذہبی اور نسلی تنوع بہت زیادہ تھا۔ ہندو اور مسلمان اگرچہ ایک جگہ انگریزوں کے خلاف کھڑے ہوئے لیکن سب کے درمیان مکمل اتحاد نہ تھا۔ بعض ہندو راجے مسلمانوں کی سربراہی قبول کرنے پر تیار نہ تھے۔ سکھ قوم کو مغلوں کے خلاف پرانی دشمنی تھی، اس لیے وہ انگریزوں کے حامی بن گئے۔ اس طرح داخلی اختلافات نے بغاوت کو کمزور کردیا۔

5) مقامی جاگیرداروں اور ریاستوں کا کردار

کچھ مقامی راجے، نواب اور جاگیردار انگریزوں کے طرف دار رہے کیونکہ انگریزوں نے انہیں جاگیریں اور مراعات دی ہوئی تھیں۔ انہیں خدشہ تھا کہ اگر پرانے مغل یا نواب دوبارہ طاقتور ہوئے تو ان کے مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے۔ اسی لیے انہوں نے انگریزوں کو سہارا دیا اور بغاوت کرنے والوں سے دور رہے۔

6) انگریزوں کی سفارت کاری اور چالاکی

انگریزوں نے مختلف طبقات کے درمیان پھوٹ ڈالی اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ انہوں نے سکھوں، گورکھوں اور دیگر اقوام کو اپنے ساتھ ملا

www.studyvillas.com

کر بغاوت کرنے والوں کے خلاف استعمال کیا۔ اس طرح انگریزوں نے اپنی تعداد اور طاقت بڑھا لی۔

7) قیادت کی کمزوری اور منتشر حکمت عملی

بہادر شاہ ظفر کو بغاوت کا علامتی سربراہ بنایا گیا لیکن وہ بڑھاپے اور کمزوری کے باعث فعال کردار ادا نہ کرسکے۔ دہلی، لکھنؤ، کانپور اور دیگر علاقوں میں قیادت مقامی تھی اور ان کے درمیان کوئی مشترکہ لائحہ عمل نہ تھا۔ اس کے برعکس انگریزوں کے پاس مضبوط کمانڈ اور ایک مربوط منصوبہ بندی موجود تھی۔

8) عوامی بیداری کی کمی

اس وقت عام عوام میں سیاسی اور تعلیمی شعور محدود تھا۔ سب لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ انگریز کس حد تک ان کی آزادی اور وسائل کو لوٹ رہے ہیں۔ اس وجہ سے بغاوت ایک ہمہ گیر عوامی تحریک میں تبدیل نہ ہوسکی بلکہ زیادہ تر فوجی اور مقامی مزاحمت تک محدود رہی۔

انگریزوں کی مدد کس نے کی اور کیوں؟

www.studyvillas.com

1) سکھ قوم کی حمایت

سکھوں نے بڑی تعداد میں انگریزوں کا ساتھ دیا۔ ان کی وجہ یہ تھی کہ سکھ مغلوں اور مسلمانوں سے پرانی دشمنی رکھتے تھے۔ انگریزوں نے ان کی فوج کو اپنے ساتھ ملا لیا اور انہیں مراعات دیں، لہٰذا وہ انگریزوں کے لیے لڑے۔

2) گورکھے اور نیپالی فوجی

نیپال کے گورکھے جنگجو مزاج کے مالک تھے۔ انگریزوں نے انہیں اچھی تنخواہیں اور عہدے دیے جس کی وجہ سے وہ انگریز فوج کے مضبوط بازو بن گئے۔

3) ہندو جاگیردار اور امراء

کچھ ہندو جاگیردار اور زمین دار انگریزوں کے حامی بنے کیونکہ انگریزوں نے انہیں زمینیں اور اختیارات عطا کیے تھے۔ انہیں ڈر تھا کہ اگر بغاوت کامیاب ہوئی تو ان کی مراعات ختم ہوجائیں گی۔

4) چھوٹی ریاستیں

www.studyvillas.com

حیدرآباد، گوالیار اور دیگر کچھ ریاستوں کے حکمرانوں نے انگریزوں کی وفاداری کی۔ ان کے اپنے سیاسی اور مالی مفادات وابستہ تھے، اسی لیے وہ بغاوت کا حصہ نہ بنے بلکہ الٹا انگریزوں کی طاقت بڑھانے کا ذریعہ بن گئے۔

نتیجہ

*1857*ء کی جنگ آزادی اگرچہ ہندوستان کی تاریخ کی ایک عظیم قربانی تھی لیکن اس میں اتحاد کی کمی، قیادت کی کمزوری، وسائل کی قلت اور دشمن کی چالاکی کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ انگریزوں کی منظم فوج، جدید اسلحہ اور سفارت کاری کے ساتھ ساتھ سکھوں، گورکھوں، جاگیرداروں اور چھوٹی ریاستوں کی حمایت نے انہیں مزید طاقت بخشی۔ اگر اس وقت پورا برصغیر متحد ہوتا تو ممکن تھا کہ غلامی سے آزادی حاصل ہوجاتی، لیکن اختلافات اور کمزوریاں انگریزوں کی کامیابی کا سبب بنیں۔

www.studyllas.com

سوال نمبر 4۔ مسلم لیگ کے معرض وجود میں آنے کے پیچھے کون سے محرکات کار فرما تھے؟ بحث کریں۔

1۔ تاریخی پس منظر

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی تاریخ بڑی شاندار اور عظمتوں سے بھرپور رہی ہے۔ لیکن 1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کو اس بغاوت کا اصل مجرم قرار دیا اور ان پر سخت مظالم ڈھائے۔ ان کی جاگیریں ضبط کرلی گئیں، نوکریوں سے محروم کردیا گیا اور ہر شعبہ زندگی میں انہیں دیوار سے لگادیا گیا۔ اس کے برعکس ہندوؤں نے انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی پالیسی اپنائی اور انگریزی تعلیم کو فوراً اپنا لیا۔ اس صورتحال نے مسلمانوں کو زبردست نقصان پہنچایا اور وہ سیاسی، معاشی اور تعلیمی میدان میں پیچھے رہ گئے۔ یہی محرکات آگے چل کر مسلم لیگ کے قیام کی بنیاد بنے۔

2۔ انڈین نیشنل کانگریس کی تشکیل اور ہندو اکثریتی سوچ

1885ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے قیام کو ہندوستانیوں کے لیے نمائندہ ادارہ قرار دیا گیا۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ کانگریس کی قیادت اور پالیسیوں پر

www.studyvillas.com

ہندو ذہنیت کا مکمل تسلط تھا۔ کانگریس کے اجلاسوں اور قراردادوں میں ہمیشہ ہندوؤں کے مفاد کو اولین حیثیت دی جاتی، جبکہ مسلمانوں کے مسائل اور حقوق کو یکسر نظرانداز کیا جاتا۔ سرسید احمد خان نے شروع ہی سے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ یہ جماعت صرف ہندوؤں کے لیے ہے اور مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچائے گی۔ یہ احساس مسلمانوں کے لیے ایک بڑا محرک بنا کہ وہ اپنی علیحدہ جماعت قائم کریں۔

3. سرسید احمد خان اور علی گڑھ تحریک

سرسید احمد خان مسلمانوں کے عظیم رہنما تھے جنہوں نے مسلمانوں کو جدید تعلیم کی طرف راغب کیا۔ انہوں نے علی گڑھ میں تعلیمی ادارے قائم کیے اور مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ اگر وہ جدید دور کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو انگریزی تعلیم کو اپنانا ہوگا۔ انہوں نے مسلمانوں کو بار بار کہا کہ وہ کانگریس سے دور رہیں اور اپنی علیحدہ سیاسی شناخت کو برقرار رکھیں۔ ان کی یہ تعلیمات اور علی گڑھ تحریک مسلم لیگ کے قیام کے فکری محرکات میں شامل تھیں۔

4. بنگال کی تقسیم 1905ء اور ہندوؤں کی مخالفت

www.studyvillas.com

1905ء میں وائسرائے لارڈ کرزن نے بنگال کو انتظامی بنیادوں پر تقسیم کیا۔ اس تقسیم سے مشرقی بنگال میں مسلمانوں کو اکثریتی حیثیت حاصل ہوئی اور وہ پہلی مرتبہ سیاسی و معاشی طور پر فائدہ مند پوزیشن میں آگئے۔ لیکن ہندوؤں نے اس تقسیم کو اپنی طاقت کے لیے خطرہ سمجھا اور شدید احتجاج شروع کردیا۔ انہوں نے "سوا دیشی تحریک" کے ذریعے انگریزوں پر دباؤ ڈالا اور مسلمانوں کے فائدے کی ہر بات کی مخالفت کی۔ مسلمانوں نے اس رویے سے یہ سبق حاصل کیا کہ ہندو ان کے کسی فائدے کو برداشت نہیں کریں گے، اس لیے ایک علیحدہ پلیٹ فارم ضروری ہے۔

5. شملہ وفد 1906ء

1906ء میں ایک وفد سر آغا خان کی قیادت میں وائسرائے لارڈ منٹو سے شملہ میں ملا۔ اس وفد میں مختلف علاقوں کے مسلم رہنما شامل تھے۔ انہوں نے وائسرائے سے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کو علیحدہ انتخابی نمائندگی دی جائے تاکہ وہ اپنے نمائندے خود منتخب کرسکیں۔ وائسرائے نے یہ مطالبہ تسلیم کرلیا۔ اس کامیابی نے مسلمانوں کو متحد ہونے اور ایک علیحدہ سیاسی جماعت قائم کرنے کی راہ دکھائی۔

www.studyvillas.com

6. اردو زبان کا مسئلہ

انیسویں صدی کے آخر میں ہندو رہنماؤں نے اردو زبان کے خلاف مہم چلائی اور اسے ختم کرکے ہندی کو سرکاری زبان بنانے کا مطالبہ کیا۔ مسلمانوں کے لیے اردو صرف زبان نہیں تھی بلکہ ان کی تہذیبی شناخت کا نشان بھی تھی۔ اردو کے خلاف یہ تحریک مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر گئی اور انہیں یہ احساس ہوا کہ ہندو ان کی تہذیب اور ثقافت کے بھی دشمن ہیں۔ اس مسئلے نے بھی مسلمانوں کو اپنی علیحدہ جماعت قائم کرنے کی طرف مائل کیا۔

7. ہندوؤں کے نعرے اور سوچ

ہندو رہنماؤں نے "ہندی ہندو ہندوستان" کا نعرہ لگایا، جس کا مطلب یہ تھا کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے۔ اس نعرے نے مسلمانوں کو مزید خوفزدہ کردیا کہ اگر وہ ہندو اکثریت کے رحم و کرم پر رہے تو ان کی شناخت ختم ہوجائے گی۔ یہی سوچ مسلم لیگ کے قیام کی ایک بڑی وجہ بنی۔

8. مسلم لیگ کا قیام 1906ء

ان تمام حالات اور محرکات کے نتیجے میں 30 دسمبر 1906ء کو ڈھاکہ میں نواب سلیم اللہ خان کی رہائش گاہ پر آل انڈیا مسلم لیگ قائم کی گئی۔ اس جماعت

www.studyvillas.com

کے قیام کا مقصد مسلمانوں کو ایک علیحدہ سیاسی پلیٹ فارم فراہم کرنا تھا تاکہ وہ اپنے حقوق کا تحفظ کرسکیں اور ہندوستان میں اپنی سیاسی اور تہذیبی بقا کو یقینی بنائیں۔

نتیجہ

مسلم لیگ کے قیام کے پیچھے کئی محرکات کار فرما تھے:

- *1857*ء کے بعد مسلمانوں کی زبوں حالی
- کانگریس کی ہندو اکثریتی پالیسی
- سرسید احمد خان کی رہنمائی اور علی گڑھ تحریک
- بنگال کی تقسیم اور ہندوؤں کی مخالفت
- شملہ وفد کی کامیابی

www.studyvillas.com

- اردو زبان کا مسئلہ

- ہندوؤں کی معاندانہ سیاست اور "ہندی ہندو ہندوستان" کا نعرہ

یہ تمام عوامل اس بات کے گواہ ہیں کہ مسلمانوں کو اپنی بقا اور ترقی کے لیے ایک علیحدہ جماعت کی اشد ضرورت تھی۔ یہی جماعت آگے چل کر تحریک پاکستان کی رہنما بنی اور پاکستان کے قیام کا ذریعہ ثابت ہوئی۔

www.studyvillas.com

سوال نمبر *5*- *1935*ء کے ایکٹ اور طرز حکومت پر اقبال اور قائد اعظم کے خیالات پر بحث کیجئے۔

تعارف

برصغیر کی آزادی کی تحریک میں *1935*ء کا ایکٹ ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ قانون تھا جسے برطانوی حکومت نے ہندوستان میں نافذ کیا تاکہ سیاسی اصلاحات کی جا سکیں اور ہندوستانیوں کو حکومت میں کچھ حصہ دیا جا سکے۔ تاہم یہ ایکٹ مکمل آزادی یا حقیقی جمہوری اقدار کا نمائندہ نہیں تھا بلکہ ایک ایسی دستاویز تھی جس میں برطانوی تسلط اور بالادستی کو برقرار رکھا گیا۔ اس ایکٹ کے حوالے سے علامہ اقبال اور قائداعظم دونوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان دونوں رہنماؤں کے خیالات نہ صرف ہندوستان کے سیاسی مستقبل پر روشنی ڈالتے ہیں بلکہ مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ سیاسی راہ کی بنیاد بھی فراہم کرتے ہیں۔

***1935*ء کے ایکٹ کی اہم خصوصیات**

*1935*ء کا ایکٹ ایک نہایت طویل اور پیچیدہ قانون تھا جس کی اہم شقیں درج ذیل تھیں:

www.studyvillas.com

- مرکزی سطح پر وفاقی حکومت کا قیام کیا گیا لیکن ہندوستانی ریاستوں کی شمولیت کو رضاکارانہ قرار دیا گیا، جس سے وفاق کا ڈھانچہ کمزور رہا۔

- صوبوں کو داخلی طور پر خودمختاری دی گئی لیکن گورنر کو خصوصی اختیارات حاصل تھے۔

- دفاع، خارجہ امور اور مالیات کے اہم شعبے گورنر جنرل کے پاس رہے۔

- صوبائی وزرائے اعلیٰ اور کابینہ بظاہر مقامی نمائندوں پر مشتمل تھے لیکن اصل اختیار گورنر اور برطانوی حکام کے پاس تھا۔

- انتخابی نظام کو جداگانہ بنیادوں پر برقرار رکھا گیا تاکہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تقسیم کو مزید واضح کیا جا سکے۔

یہ خصوصیات اس بات کا ثبوت تھیں کہ برطانیہ نے ہندوستانیوں کو محض نمائشی آزادی دینے کی کوشش کی جبکہ اصل طاقت انگریزوں

www.studyvillas.com

کے ہاتھ میں ہی رہی۔

علامہ اقبال کے خیالات

علامہ محمد اقبال نے 1935ء کے ایکٹ پر شدید تنقید کی۔ ان کا ماننا تھا کہ یہ قانون مسلمانوں کے سیاسی اور معاشی مسائل کا حل پیش نہیں کرتا بلکہ انگریزوں اور ہندو اکثریت کو مضبوط کرتا ہے۔ اقبال کے خیالات درج ذیل پہلوؤں پر مبنی تھے:

1. **مسلمانوں کے حقوق کی عدم ضمانت:** اقبال کا خیال تھا کہ یہ ایکٹ مسلمانوں کو ان کے جائز سیاسی حقوق نہیں دیتا اور انہیں اکثریتی ہندو آبادی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے۔

2. **اسلامی تہذیب اور ثقافت کا تحفظ:** اقبال سمجھتے تھے کہ اس ایکٹ کے تحت مسلمانوں کی تہذیب، ثقافت اور مذہبی تشخص کو خطرات لاحق ہیں کیونکہ یہ نظام اکثریت کے غلبے کو فروغ دیتا ہے۔

www.studyvillas.com

3. **وفاقی نظام پر تنقید:** اقبال کا ماننا تھا کہ ہندوستان جیسے ملک میں وفاقی نظام صرف اس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب مسلمانوں کو علیحدہ سیاسی شناخت دی جائے۔

4. **مسلم ریاستوں کی ضرورت:** اقبال نے 1930ء کے خطبہ الہٰ آباد میں پہلے ہی اس بات پر زور دیا تھا کہ مسلمانوں کو شمال مغربی علاقوں میں ایک علیحدہ ریاست قائم کرنی چاہیے۔ ان کے نزدیک 1935ء کا ایکٹ مسلمانوں کے سیاسی نصب العین کے حصول میں رکاوٹ تھا۔

www.studyvillas.com

قائداعظم کے خیالات

محمد علی جناح نے ابتدا میں سیاسی اصلاحات کی حمایت کی لیکن 1935ء کے ایکٹ کا باریک بینی سے مطالعہ کرنے کے بعد اسے مسلمانوں کے لیے نقصان دہ قرار دیا۔ قائداعظم کے خیالات درج ذیل تھے:

1. **اختیارات کا غیر متوازن نظام:** قائداعظم نے کہا کہ گورنر جنرل اور صوبائی گورنر کے پاس بہت زیادہ اختیارات ہیں جو منتخب نمائندوں کے

فیصلوں کو بے اثر بنا دیتے ہیں۔

2. **مسلمانوں کی کمزور سیاسی حیثیت:** ان کا ماننا تھا کہ جداگانہ انتخابات کے باوجود مسلمانوں کو حقیقی نمائندگی نہیں دی گئی اور ان کے حقوق کو مکمل طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔

3. **ہندو غلبے کا خدشہ:** قائداعظم کو یقین تھا کہ یہ ایکٹ ہندو اکثریت کو مزید طاقتور بنائے گا اور مسلمان سیاسی طور پر پسماندہ رہ جائیں گے۔

4. **عملی سیاست میں احتیاط:** اگرچہ قائداعظم نے اس ایکٹ کو ناکافی قرار دیا لیکن وہ سیاسی حکمت عملی کے طور پر اس کے تحت انتخابات میں حصہ لینے کے حامی تھے تاکہ مسلمانوں کی آواز کو مؤثر بنایا جا سکے۔

5. **آئینی اصلاحات کی ضرورت:** قائداعظم نے واضح کہا کہ یہ ایکٹ محض ایک عبوری قدم ہے اور مسلمانوں کے لیے اس سے زیادہ مضبوط آئینی

www.studywillas.com

تحفظات ناگزیر ہیں۔

اقبال اور قائداعظم کے خیالات کا تقابلی جائزہ

اقبال اور قائداعظم دونوں اس ایکٹ کے خلاف تھے لیکن دونوں کے نقطہ نظر میں کچھ فرق بھی موجود تھا۔

- اقبال زیادہ نظریاتی انداز میں بات کرتے تھے اور مسلمانوں کے لیے علیحدہ ریاست کا تصور پیش کرتے تھے، جبکہ قائداعظم زیادہ عملی سیاست پر زور دیتے تھے اور مسلمانوں کو آئینی جدوجہد کے ذریعے اپنے حقوق دلانے کی حکمت عملی اختیار کرتے تھے۔

- اقبال کا ماننا تھا کہ *1935*ء کا ایکٹ مسلمانوں کی بقا کے لیے بالکل ناکافی ہے اور اس کا کوئی مثبت پہلو نہیں، جبکہ قائداعظم اسے وقتی طور پر استعمال کرنے کے حق میں تھے تاکہ مسلم لیگ کو مضبوط بنایا جا سکے۔

www.studyvillas.com

- دونوں رہنماؤں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اس ایکٹ کے ذریعے ہندو اکثریت کو تقویت ملے گی اور مسلمانوں کے حقوق دب جائیں گے۔

1935ء کے ایکٹ کے اثرات

اس ایکٹ کے بعد ہندوستان کی سیاست میں کئی تبدیلیاں آئیں:

- صوبوں میں مسلم لیگ کو اپنی سیاسی بنیادیں قائم کرنے کا موقع ملا۔

- مسلمانوں نے اس حقیقت کو زیادہ شدت سے محسوس کیا کہ انہیں ایک علیحدہ سیاسی اور جغرافیائی وحدت کی ضرورت ہے۔

- ہندو اور مسلمان قیادت کے درمیان اختلافات مزید گہرے ہوئے۔

- بالآخر یہ ایکٹ مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کرنے کا باعث بنا کہ وہ ایک علیحدہ ریاست کے بغیر اپنے مذہبی، ثقافتی اور سیاسی تشخص

www.studyvillas.com

کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

نتیجہ

یوں 1935ء کا ایکٹ ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔ علامہ اقبال نے اس ایکٹ کے پس منظر میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ ریاست کا تصور پیش کیا جبکہ قائداعظم نے سیاسی بصیرت سے یہ جان لیا کہ اس ایکٹ کے تحت بھی جدوجہد جاری رکھنی ہوگی تاکہ مسلمانوں کو آئندہ کے لیے ایک مضبوط اور محفوظ سیاسی مستقبل فراہم کیا جا سکے۔ دونوں رہنماؤں کے خیالات نے بالآخر تحریک پاکستان کو نئی سمت عطا کی اور مسلمانوں کو اپنے نصب العین یعنی پاکستان کے قیام کی طرف متوجہ کیا۔

www.studyvillas.com